تلامذۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ڈاکٹر محمد یونس قادری
ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف بزنس اینڈ ٹیکنالوجی، کراچی

Abstract

The Ulama hold an important position in Muslim society and played a significant role in history.They have helped in preserving our heritage.So far as their attachments to Islam concerned,it has been deep and strong.Wherever there has been challenge to it and they have understood the danger correctly,many of them have been willing to make scarifies.Its extent has also dependent upon their own qualities of learning and piety.Great names stand out in history from their ranks.This Sub-continent has also contributed many eminent names to this role of honor.

Shaykh Abd al- Haqq Mohaddith Dehlawi spent his whole life for the implementation of Qur'an and Sunnah and struggle for Islamization in the country.He was the first person of Sub-continent who brings out the gift of Hadith from Hijaz. He started their work to meet the challenge. Abd al- Haqq had been directed by his teachers to devote his life to these efforts. To achieve his purpose, he adopt four ways:(a) To Educate their sons:Shaykh Nur al -Haqq, Shaykh Ali Muhammad and Shaykh Muhammad Hashim.They were all outstanding scholars of Subcontinent.(b) Addressed letters to his friends,eminent scholars and Mashaikh of the time,these are short treatises on important topics.(c) Being an eminent scholar of Islamic sciences and had made an extensive and critical study of classical and other standard works on these subjects and (d) Prepared their pupils and sent them every city of Sub-continent and many Islamic countries for the service of Islam.They have tried to preserve the purity of the doctrine and have often proved doughty warriors in the defense of Islam.

سترھویں صدی میں جہاں ایک طرف یورپ میں فکری بے چینی اور ملکیا ولی افکار کی دھوم تھی، وہیں ہندوستان میں کئی سیاسی و مذہبی تحاریک کی ابتداء ہوئی۔ ان میں ذکری، روشنائی، نقطوی، مہدی، تحاریک، نظریۂ الفی اور شیعیت قابلِ ذکر ہیں۔ خود سیاسی مقتدر اعلیٰ اور اس کے رفقائے کار اپنی عقلیت پسندی کے سبب مختارِ کُل ہونے کے دعوے دار تھے ایسے میں ۱۰۰۰ھ میں حجاز اقدس سے تشریف لا کر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے دہلی میں ایک دارالعلوم قائم کر کے قرآن وسنت کی بنیاد پر اپنے تلامذہ کو ہندوستان کے مختلف علاقوں مثلاً گجرات، احمد آباد، مراد آباد، بہار، کشمیر، جونپور، بنارس وغیرہ اور بیرون ہند دینِ متین کی ترویج کی اشاعت کے لیے بھیجا، یوں آپ کا سلسلہ ساری دنیا میں جاری ہوا۔

مغل فرمانروا اکبر کی نت نئی مذہبی اختراعات، غیر ملکی سفیروں، تاجروں، فوجیوں اور مذہبی پیشواؤں کی ہندوستان آمد سے فضا میں بہت بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ ایسے میں علماء اور امراء نے اعلائے کلمۃ الحق بلند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن اکبر کے ظالمانہ ہتھکنڈوں نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا۔ ان حالات میں عقلمندی اور حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ اکبر کے خلاف علی الاعلان لب کشائی کر کے جان داؤ پہ لگانے کے بجائے ایسے اسباب اور وسائل فراہم کیے جائیں جن سے الحاد و بد دینی کے سوتوں اور سرچشموں کو نیست و نابود کرنے میں مدد ملے۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے یہی مؤخر الذکر راستہ اختیار کیا۔ اس حکمت عملی کے تحت اپنے تربیت یافتہ شاگردوں کو ہندوستان اور حجاز کے چپّے چپّے میں بھیجا کہ وہ اسلام کی شاندار روایات کی پاسداری کریں۔ بہ سلسلہ عنوان آپؒ کے چند تلامذہ کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے۔

☆ شیخ طیب بن معین البنارسی (م۱۰۴۲ھ)

سلسلۂ عالیہ قادریہ میں شیخ طیب بن معین نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے اجازت حاصل کی۔ آپ اپنے وقت کے مشائخ کبار میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے پائی۔ بعدازاں ''مدرسہ شیخ نظام بنارسی'' میں تکمیل تعلیم کی نیز جانپور جا کر شیخ نوراللہ بن طہ جونپوری سے شرح وقایہ اور حسامی پڑھیں وہیں شیخ خواجہ کلاں سے بیعت کی اور بنارس آ کر کچھ عرصہ ملازمت کر کے خواجہ کلاں کے مرید وخلیفہ شیخ تاج الدین جھانسوی کی خدمت میں رہے، خلافت پائی۔ آپ امر بالمعروف نہی عن المنکر پر سختی سے کاربند تھے۔ آپ کے خلفاء اور مریدوں میں سے شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی جونپوری اور شیخ یٰسین بن احمد بنارسی بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ ۱۰۴۲ھ میں انتقال ہوا۔ منڈوایہ میں مزار مبارک ہے۔

☆ شیخ جمال الدین کوڑوی (م۱۰۴۷ھ)

الشیخ العالم الکبیر العلامہ جمال الاولیاء بن مخدوم جہانیاں بن بہاء الدین کی وساطت سے صوبۂ بہار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فیضان حدیث پہنچا۔ ۹۷۳ھ میں بمقام کوڑہ پیدا ہوئے۔ علم فقہ کی تعلیم والد ماجد سے پائی، پھر اودھ آ کر قاضی ضیاء الدین عثمانی نیوتنی کے حلقہ درس میں شامل ہوئے کچھ عرصے بعد کئی مشہور طریقوں کی اجازت پا کر اپنے شہر واپس ہوئے اور درس وافادہ کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ فقہ، اصول اور عربی کے بہت مشہور عالم تھے۔ سید محمد بن ابی سعید حسینی، ترمذی کالپوی، شیخ لطف اللہ کوروی، شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ جونپوری اور شیخ یٰسین بن احمد بنارسی کے علاوہ کئی علماء ومشائخ وقت نے آپ سے اکتساب

فیض کیا۔مولانا عتیق محدث بہاری نے اپنے شاگرد مولانا وجیہ امان اللہ، پھلواری کو جو سند حدیث (۱) عطا کی، اس کے مطابق آپ کو علم حدیث کی اجازت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے حاصل تھی۔ آپ نے ۱۰۴۷ھ میں وفات پائی۔

☆ مولانا محمد صاق دہلوی کشمیری ہمدانی (م ۱۰۵۳ھ)

آپ حضرت شیخ محدث کے ہونہار شاگردوں میں سے ایک تھے۔ ۱۰۰۰ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے ابتداً شیخ محمد فائز (م ۱۰۲۲ھ) کے تلامذہ میں سے تھے بعد میں حضرت شیخ محدث کے حلقۂ درس میں شامل ہوگئے۔ شیخ محدث آپ کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے تھے۔ ایک دفعہ آپ بیمار پڑ گئے بیماری نے طول کھینچا تو حضرت شیخ ہر روز تسلی کے لیے خط لکھتے (۲) کبھی دن میں دو بار بھی۔ (۳) رود کوثر میں آپ کی تصنیف طبقات شاہجہانی کے حوالے سے لکھا ہے: قریباً ایک سو پچاس رقعات آنحضرت (شیخ محدث) نے اپنے دستخط شدہ مجھے بھیجے، جمع ہوئے۔ (۴) خود آپ کو حضرت شیخ سے کتنی محبت و مودت تھی کلمات الصادقین میں رقم طراز ہیں چوں کہ حضرت مخدوم کے بارے میں کچھ عرض کرنے اور بیان کرنے کی استطاعت نہ تھی اس لیے خاموشی اختیار کر لی اور اپنے آپ سے کہتا تھا:

چہ فروشی باو متاع سخن	کہ مبیع تو از خزینہ اوست
آنچہ تو بردکانِ لب داری	ایں ہمہ از دعای سینہ اوست

''جس کے خزانے سے متاع سخن حاصل کی ہے اسی کے ہاتھ سے بیچنا کس قدر نا مناسب بات ہے؟
تیرے ہونٹوں کی دکان میں جو مال و متاع ہے یہ سب اس کی دعاؤں کا اثر ہے۔''

لیکن اس قول کے بہ موجب کہ اگر کسی کو کل حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا تو جزو کا ادراک تو ہو ہی جاتا ہے۔ آج دہلی ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان میں جو برکت، رونق اور خوبی نظر آتی ہے آپ ہی کی ذات والا صفات کی بدولت ہے، جو اس عہد میں اہلِ معرفت اور اہلِ حقیقت کی سردار و پیشوا ہے۔ اور جو مختلف علوم وفنون پر کامل عبور رکھتی ہے بلکہ سچی بات وہی ہے، جو اس عہد کے فاضل نے آپ کے بارے میں کہی: ایں مثل درعہدِ نو شد کہ شہری وگلی [اس عہد میں یہ کہاوت تازہ ہوگئی ''تو حلاوت ہے اور خوشبو ہے'']۔ (۵) مولانا صادق دہلوی نے فیضانِ طریقت حضرت خواجہ باقی باللہ سے پایا تھا۔ آپ کو حضرت خواجہ سے والہانہ عشق تھا، اس کا اندازہ کلمات الصادقین میں آپ کے تذکرہ کے عنوان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ (۶) ۱۰۵۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ کلمات الصادقین، طبقات شاہجہانی اور سلسلۂ الصادقین آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (۷) نزہۃ الخواطر (۸) میں آپ کی ایک اور تالیف ''حکایت الراشدین'' کا نام بھی ملتا ہے۔

☆ مولانا حیدر پتلو بن فیروز کشمیری (م ۱۰۵۷ھ)

کشمیر کے رہنے والے تھے۔ سات سال کی عمر میں حفظِ قرآن کریم کے بعد بابا قطب الدین اور جوہر ناتھ کشمیری کے سامنے زانو تلامذ تہہ کیا۔ موخرالذکر کے شاگردوں میں آپ کو ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ (۹) فقہ، حدیث اور تفسیر کی تکمیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے کی۔ (۱۰) دہلی سے واپسی پر کشمیر میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کی ساری عمر درس و افادہ میں

صرف ہوئی۔(۱۱) ۱۰۵۷ھ میں وفات پائی۔ خیرالوریٰ تاریخ وفات ہے۔(۱۲) آپ کے بعد آپ کے صاحبزادوں مولانا محمد طاہر کشمیری (۱۳)، مولانا محمد افضل کشمیری اور متبنّیٰ شیخ محمد منور کشمیری نے علومِ اسلامیہ کی ترویج میں نمایاں کردار انجام دیا۔ عہدِ عالمگیری کے ممتاز عالم دین میر ہاشم منور آبادی کشمیری بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔(۱۴)

☆ مولانا شاکر محمد بن وجیہہ الدین حنفی دہلوی (م۱۰۶۳ھ)

آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ تحصیل علم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے کیا اور عرصہ دراز تک آپ کی صحبت میں رہے۔ دہلی ہی میں ساری عمر درس و فادہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ بادشاہ شاہجہاں آپ کا بڑا معتقد تھا اور نہایت احترام سے پیش آتا تھا۔ ۱۰۶۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔(۱۵)

☆ شیخ ابورضا بن اسماعیل دہلوی (م۱۰۶۳ھ)

آپ نبیرۂ شیخ محدث میں سے تھے۔ صاحب عجالۂ نافعہ نے آپ کو شیخ محدث کا نواسہ لکھا ہے۔ ''رسالہ درحال وفات'' میں انتقال سے ایک روز قبل آپ بھی شیخ محدث کے پاس موجود تھے۔(۱۶) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے آپ کو حضرت شیخ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے جن سے آپ کا سلسلہ سند آج تک قائم ہے۔(۱۷) شیخ ابورضا بن اسماعیل دہلوی کا انتقال ۱۰۶۳ھ میں ہوا۔

☆ ملاّ عبدالحکیم سیالکوٹی (م۱۰۶۶ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے رسالہ انسان العین فی مشائخ الحرمین میں بہ سبیل تذکرہ شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی تحریر فرماتے ہیں:

> وکتب شیخ عبدالحق دہلوی بہمیں واسطہ (ای بواسطہ شیخ عبداللہ لاہوری) از مولانا عبدالحکیم روایت کند دووے از شیخ عبدالحق اجازۃ وروایۃ
>
> ''اس سے حضرت شیخ محدث کے ایک تلمیذ حدیث مولانا عبدالحکیم کا نام بھی معلوم ہوا اور ممکن ہے کہ یہ مولانا عبدالحکیم، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی ہوں۔''(۱۸)

دیگر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب تکمیل الایمان کے مترجم مولانا حکیم مطیع الرحمٰن قریشی نے بھی لکھا ہے کہ:

> ''ایک راویت کے مطابق ملا عبدالحکیم سیالکوٹی بھی شیخ محدث کے تلامذہ میں سے تھے۔''(۱۹)

انہیں عہد شاہجہانی میں بڑا فروغ ہوا۔ دو مرتبہ بادشاہ نے سونے چاندی سے تلوایا۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر بیضاوی، حاشیہ شرح عقائد تفتازانی، حاشیہ شرح شمسیہ اور تکملۂ حاشیہ عبدالغفور بہت مشہور ہیں۔(۲۰) ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کا انتقال ۱۰۶۶ھ میں ہوا۔

☆ شیخ نورالحق محدّث دہلوی (م۱۰۷۱ھ)

آپ (۹۸۳-۱۰۷۳ھ) شیخ محدث کے فرزند اکبر تھے۔ محدث، فاضل اور معتبر عالم تھے۔ اپنے والد کے خلیفہ اور جانشین ہوئے، سلسلہ قادریہ اور شاذلیہ میں ارادت رکھتے تھے۔(۲۱) تعلیم و تربیت والد ہی سے پائی، شرح قرآن السعدین (۲۲) میں لکھتے

ہیں کہ: میرے والد ہی نے مجھے ا، ب کی تختی پڑھائی اور فارغ التحصیل کیا۔ بادشاہ شاہجہاں ایام شہزادگی سے ان کی استعداد اور قابلیت کا معترف تھا۔ چناں کہ ۱۰۳۷ھ میں تخت نشین ہوکر بہ اصرار اکبرآباد کی قضاۃ کا محکمہ آپ کے سپرد کیا۔ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں: حق ایں منصب نازک نواعے کہ باید بہ تقدیم رسانید۔ (۲۳) شیخ محدث کی وفات کے بعد آپ نے اپنے والد کی مسند ارشاد کو سنبھالا۔ آپ کی مشہور تصانیف میں تیسیر القاری (شرح صحیح بخاری) شرح شمائل ترمذی، محی القلوب، زبدۃ التواریخ، مثنوی تحفۃ العراقین، حاشیہ شرح عضدی، حاشیہ شرح مطالع، شرح قرآن السعدین، رسالہ در بیان رویا وغیرہ شامل ہیں۔ علم و ادب کا ذوق خاندانی ورثہ تھا۔ مشرقی تخلص کرتے تھے۔ آپ کا ایک دیوان بھی تھا، جو پانچ ہزار اشعار پر مشتمل تھا۔ آج کل نایاب ہے۔ (۲۴)

☆ شیخ عبداللہ دہلوی عرف خواجہ خرد (م ۱۰۷۴ھ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فیضان علم کی نشرواشاعت کے سلسلے کی ایک اہم کڑی شیخ عبداللہ دہلوی ابن خواجہ باقی باللہ (۱۰۱۰ھ۔۱۰۷۴ھ) ہیں۔ بچپن میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا میرزا حسام الدین احمد کی آغوش تربیت میں پلے بڑھے۔ درسی کتب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ شاکر محمد دہلویؒ سے پڑھیں۔ اس کے بعد سرہند جاکر بعض کتب حضرت مجدد الف ثانی سے پڑھیں اور فیضان طریقت بھی پایا سرہند سے دہلی آکر شیخ حسام الدین اور شیخ الہداد سے اجازت طریقت حاصل کرکے مسند درس وافادہ پر متمکن ہوئے۔ آپ ایک عالم باعمل، بحر تصوف کے شناور اور وجد وسماع کے دلدادہ تھے۔ ابن عربی کے پیرو تھے اور ان کی کتب خصوص الحکم اور فتوحات مکیہ پر حواشی لکھے۔ اس کے علاوہ تفسیر بیضاوی اور بعض درسی کتب پر بھی حواشی لکھے۔ آپ کی اہم کتب ورسائل میں رسالہ میراث، رسالہ مناقب شیخ حسام الدین، زادالمعاد، پردہ برانداخت، طریق الوصول الی اصل الاصول (۲۵) مشہور ہیں۔ خواجہ خرد سے جن لوگوں نے فیضان حاصل کیا ان میں حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۲۶) اور شیخ خالد الدیر زوری کے نام بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ شیخ خالد کو دی گئی اجازت کی ایک قلمی نقل وزارت ثقافت (مصر) کے کتب خانے میں موجود ہے۔ (۲۷)

☆ شیخ عبداللہ لاہوری (م ۱۰۸۳ھ)

شیخ عبداللہ بن شیخ سعداللہ حنفی اویسی لاہوری (۹۸۵۔۱۰۸۳ھ)، شیخ محدث کے ان لائق ترین شاگردوں میں سے تھے جن کے شاگردوں میں دوسرے اور تیسرے واسطے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی (۲۸) کے استاد حدیث شیخ محمد حیات سندھی مدنی (۲۹) شامل ہیں۔ آپ نے تحصیل علم سے فراغ کے بعد سند علم وارشاد گجرات میں آراستہ کی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ''انسان العین فی مشائخ الحرمین'' میں لکھا ہے کہ آپ علم حدیث میں بالواسطہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے مستفیض تھے۔ گجرات میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد مکہ معظمہ پہنچ کر وہاں کے اساتذہ سے کسب فیض کیا (۳۰) اور درس وافادہ کا سلسلہ شروع کردیا۔ شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی کے والد ابراہیم بن حسن الکردی المدنی نے آپ سے علم حدیث کی اجازت لے کر شیخ سالم بن عبداللہ البصری المکی کو مستفیض فرمایا۔ شیخ سالم سے ان کے صاحبزادے شیخ عبداللہ اور ان سے یہ علم شیخ محمد حیات سندھی، مولانا غلام علی آزاد بلگرامی اور مولانا فاخرالہ آبادی جیسے جلیل القدر علماء نے حاصل

کر کے عرب وعجم میں اشاعت کی۔

☆ شیخ محمد رشید جونپوری (م۱۰۸۳ھ)

آپ (۱۰۰۰۔۱۰۸۳ھ) کا سلسلۂ نسب اٹھارہ واسطوں سے شیخ کبیر سری بن مفلس سقطی عثمانی تک پہنچتا ہے۔ جونپوری کی نواحی بستی ''برونہ'' میں پیدا ہوئے۔ فقہ واصول کے ممتاز عالم اور طریقت کے تمام علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ کے متعدد اساتذہ میں استادالملک محمد افضل بن محمد حمزہ عثمانی جونپوری نہایت مشہور عالم دین ہیں۔ (۳۱) صاحبِ تذکرۂ محدث، سمات الاخبار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''جب آپ حدیث کی تعلیم کے لیے دہلی پہنچے تو حضرت شیخ عبدالحق اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے مسند درس پر اپنے صاحبزادے شیخ نورالحق کو بٹھا چکے تھے۔ شیخ نے دیوان محمد رشید کی خاطر سے یہ منظور فرمایا کہ میری موجودگی میں تم نورالحق سے حدیث کا درس لو۔ چنانچہ شیخ عبدالحق کی موجودگی میں وہ شیخ نورالحق سے درس حدیث لیتے رہے یہاں تک کہ فراغت حاصل کی۔'' (۳۲)

خرقۂ طریقت بچپن ہی میں آپ کے والد ماجد نے پہنا دیا تھا۔ فراغت تعلیم کے بعد شیخ طیب بن معین الدین سے چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور شیخ عبدالقدوس بن عبدالسلام سے قلندریہ، مداریہ اور فردوسیہ کے سلاسل طریقت کی خلافت پائی۔ (۳۳) آپ کی خانقاہ طالب علموں کا مرجع اور سالکان راہ خدا کا مرکز تھی۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ دو پہر تک علوم ظاہری کی تدریس دو پہر کے بعد تربیت باطنی فرماتے اور رات یادِالٰہی میں بسر کرتے۔ (۳۴) شاہجہاں نے آپ کی شہرت سنی تو ملاقات کے لیے بلا بھیجا، لیکن آپ نہ آئے۔ (۳۵) آپ کی تصانیف میں سے رشیدیہ کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ شرح ہدایۃ الحکمہ، شرح اسرارالخلوقات للشیخ الاکبر، خلاصۃ النحو، زادالسالکین، مقصودالطالبین اور ایک دیوانِ شعر مشہور تصانیف ہیں۔ (۳۶)

☆ خواجہ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی (م۱۰۸۵ھ)

آپ کا شمار فقہائے حنفی اور مشائخ نقشبند میں ہوتا ہے۔ کشمیر میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔ علم فقہ اپنے والد ماجد حضرت خواجہ خاوند محمودالمعروف حضرت ایشان (م۱۰۵۲ھ) سے پائی پھر دہلی چلے آئے۔ یہاں شیخ محقق کے دارالعلوم میں رہ کر حدیث، فقہ اور اصول کی تعلیم پائی۔ (۳۷) سلسلۂ نقشبندیہ میں اپنے والد کے مرید وخلیفہ تھے۔ (۳۸) ۱۰۸۵ھ میں بمقام کشمیر فوت ہوئے۔ آپ شریعت کے پابند، سنت کو رواج دینے والے اور بدعت کو مٹانے والے تھے۔ زہد، تقویٰ اور پرہیزگاری میں بےنظیر اور اپنے زمانے کے علماء وصلحاء میں بےحد مقبول تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے فتاویٰ نقشبندیہ، کنزالسعادۃ اور رسالۂ رضوانی خاص طور پر مشہور ہیں۔ (۳۹)

☆ شیخ محمد یحییٰ عرف شاہ جیو (م۱۰۹۶ھ)

آپ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ موطا ودیگر علوم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے پڑھا۔ آپ کی شادی حضرت خواجہ باقی باللہ کی پوتی (صاحبزادی حضرت خواجہ کلاں) سے ہوئی تھی۔ اورنگ زیب

عالمگیر نے مدد معاش کے طور پر اتنا کچھ دیا تھا کہ ''الملک الملت والملک الیحییٰ'' ضرب المثل بن گئی۔ دینی علوم پر کئی کتب تصنیف فرمائیں۔(۴۰)

(۱۴) شیخ عبدالجلیل الہٰ آبادی (م۱۱۱۴ھ)

آپ سلسلۂ چشتیہ کے نامور بزرگوں میں سے ایک ہیں۔۹۹۲ھ میں بمقام منذارہ پیدا ہوئے مختصرات اور مطولات دیگر اساتذہ سے پڑھ کر دہلی وارد ہوئے اور شیخ محدث سے اجازت حدیث حاصل کرنے کے بعد گنگوہ آ کر شیخ محمد صادق حنفی گنگوہی کی خدمت میں بیس برس رہے اور فیض طریقت حاصل کیا۔ بعد ازاں الہٰ آباد میں مستقل سکونت اختیار کی۔۱۱۱۴ھ میں وہیں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں نغمات حالات، علم الثقات، زاد المشائخ، اسرار العاشقین، حل المشکلات، فیوضات، چہارہ علمی، ہدایۃ الصوفیہ وغیرہ مشہور ہیں۔(۴۱)

☆ میر سید مبارک محدث بلگرامی (م۱۱۱۵ھ)

قطب المحدثین میر سید مبارک محدث بلگرامی (۱۰۳۲۔۱۱۱۵ھ) نے ساری عمر علم حدیث شریف کی خدمت میں گزاری۔ ۱۰۶۱ھ میں دہلی جا کر خواجہ خرد سے مطول تفتازانی کا درس لیا اور جتنا عرصہ دہلی میں رہے آپ کا قیام شیخ نور الحق دہلوی کے گھر پر رہا۔ ۷/ رجب ۱۰۶۴ھ میں شیخ نور الحق دہلوی کے محضر سے اجازت حدیث شریف پائی۔ ۱۰۴۷ھ کو میر سید عبدالفتاح عسکری احمد آبادی (۴۲) سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہو کر بلگرام لوٹے۔ آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر بڑی سختی سے کاربند رہے۔ فیضان شیخ محدث، آپ کے جن شاگردوں کے ذریعے اندرون و بیرون ہند پہنچا ان میں سید طیب بن نعمت اللہ بلگرامی (م۱۱۵۲ھ)، سید محمد فیض بن محمد صادق بلگرامی (م۱۱۳۰ھ)، علامہ سید عبدالجلیل بن میر احمد حسینی واسطی بلگرامی (م۱۱۳۸ھ) سید طفیل محمد اترولوی بن سید شکر اللہ اترولوی بلگرامی (م۱۱۵۱ھ) قابل ذکر ہیں۔

☆ مولانا ابو احمد سلیمان کردی گجراتی

گجرات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فیضان آپ ہی کی وساطت سے پہنچا۔ مرآۃ احمدی میں مرقوم ہے:

''از خدمت شیخ عبدالحق کسب فیوضات نمودہ۔ فاضل متبحر وصاحب تصانیف بودہ۔''(۴۳)

آپ کردستان کے رہنے والے تھے۔ خراسان و لاہور کی سیاحت کرتے ہوئے دہلی آئے یہاں شیخ محدث کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ حدیث کی سند حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے شیخ (حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کے خلیفہ بھی ہوئے۔ غوث الاعظم دستگیر سے والہانہ عشق اپنے شیخ طریقت و شریعت سے ملا تھا۔ ''منبع الخیرات'' نامی ایک مثنوی بھی آپ نے تحریر کی جو غوث پاک کی شان میں تھی۔ اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ برٹش میوزیم لائبریری میں موجود ہے۔(۴۴) حضرت محدث کا سلسلۂ حدیث مولانا سلیمان سے ان کے صاحبزادے مولانا احمد (م۱۷۰۰ء) اور ان کے شاگردوں بالخصوص مولانا نور الدین گجراتی (۱۷۴۲ء۔ ۱۶۵۳ء) سے پھیلا۔(۴۵)

☆ قاضی عنایت اللہ بن الہداد صدیقی بلگرامی

شروع سے آخر تک اپنے والد گرامی قاضی الہداد سے تحصیل علم کے بعد مفتی شہر مقرر ہوئے۔ میر سید طیب بلگرامی بن میر سید عبدالواحد بلگرامی جب دہلی تشریف لائے تو قاضی عنایت اللہ کی خواہش پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے حلقۂ مریدین میں شامل کرا کے سلسلۂ عالیہ قادریہ کا شجرہ انہیں دلوایا۔(۴۶)

☆ شیخ یٰسین محدث بنارسی

شیخ یٰسین بن احمد بن محمد ابراہیم صدیقی جونپوری بنارسی ۱۰۲۲ھ میں بمقام منڈواڈیہ (بنارس) میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ محدث کے شاگرد و خلیفہ شیخ طیب بن معین بنارسی سے صرف ونحو و فقہ کی چند کتب پڑھیں۔ پھر جونپور آ کر شیخ محمد افضل جونپوری اور شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ جونپوری سے منطق، حکمت اور اصول کی کتب پڑھیں، سند حدیث شیخ نورالحق محدث دہلوی اور شیخ محمد رشید سے حاصل کر کے واپس منڈواڈیہ تشریف لائے۔ ۱۰۴۰ھ میں شیخ طیب بن معین نے آپ کو خلافت سے نوازا ان کے بعد مسند ارشاد پر ساری عمر متمکن رہ کر مخلوقِ خدا کے لیے ایک نعمت ثابت ہوئے۔ آپ نے مناقب العارفین کے نام سے مشائخ کرام کا ایک مبسوط تذکرہ یادگار چھوڑا۔(۴۷)

☆ شیخ محمد حسین خافی نقشبندی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا سلسلۂ اسناد حجاز میں آپ سے بھی جاری ہوا۔ آپ مشہور عالم کتاب ''کتاب الطریقۃ المحمدیہ فی بیان الطریقۃ النقشبندیہ'' کے مصنف ہیں۔ حافظ سید عبدالحیٔ کتانی اپنی کتاب فہرس الفہارس والاثبات [ج ۲، ص ۱۲۶] پر لکھتے ہیں:

> ''یہ خافی شیخ عبدالحق دہلوی کے تلمیذ ہیں اور عموماً انہی سے راویت کرتے ہیں۔ میں شیخ عبدالحق کی اس اجازت پر مطلع ہوا ہوں جو انہوں نے اپنے قلم سے انہیں لکھی ہے۔ شیخ خافی کو شیخ حسن عجیمی نے پایا ہے اور ان سے حدیث کی تحصیل کی ہے اور یہ نہایت عمدہ فائدہ ہے جسے کمتر لوگ جانتے ہیں۔''(۴۸)

سترھویں صدی میں اسلام مخالف سیاسی، سماجی اور مذہبی تحاریک اکبر کے ''آئین رہنمونی'' کے اثرات عوام وخواص کو جکڑے ہوئے تھے ایسے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حجاز دہلی تشریف لا کر دارالعلوم قائم کرنا کسی معجزے سے کم نہ تھا۔ آپ کی تحفظ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ اور علومِ احادیث کی ترویج کی حکمت عملی بذریعہ صوری و معنوی اولاد بہت کامیاب ہوئی جس کے اثرات آج بھی پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور حجاز میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ بلاشبہ ''برکۃ المصطفیٰ''، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک تاریخی شخصیت ہی نہیں بلکہ تاریخ ساز شخصیت کے طور پر اپنے ہم عصر علماء میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

حوالہ جات

ا۔قادری،سید احمد،تذکرۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، پٹنہ،۱۳۷۰ھ،ص ۲۱۸۔۲۲۰

2-Catalogue of the Persian Manuscripts in the British Museum. p 1009

۳۔ محمد اکرام،شیخ،ڈاکٹر،رودکوثر،ادارۂ ثقافت اسلامیہلاہور،۱۹۷۰ء،ص ۲۱۹

۴۔ایضاً،بحوالہ طبقاتِ شاہجہانی

۵۔دہلوی،محمد صادق،کلماتِ الصادقین،مترجم: لطیف اللہ،ادارہ نشر المعارف،کراچی،۱۹۹۵۔ص ۱۸۴۔۱۸۵

۶۔ایضاً،ص ۱۹۹۔۲۳۸

7-Story, C.A. (1953). Persian Liiterature (Vol:1). London. p 1171.

۸۔عبدالحئی،علامہ،نزہۃ الخواطر و بہجۃ النواظر،حیدرآباددکن،۱۹۵۵ء،ج ۵،ص ۳۷۸

۹۔سروری،عبدالقادر،پروفیسر،کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ،سری نگر،۱۹۶۸ء،ص ۱۰۵

۱۰۔رحمان علی،مولوی،تذکرہ علمائے ہند مترجم: ڈاکٹر محمد ایوب قادری کراچی،۱۹۶۱ء،ص ۱۷۲

۱۱۔نزہۃ الخواطر،ج ۵،ص ۱۳۹

۱۲۔جہلمی،فقیر محمد ثم لاہوری،مولوی،حدائق الحنفیہ لکھنؤ،۱۸۹۱ء،ص ۴۰۹

۱۳۔نزہۃ الخواطر،ج ۵،ص ۳۸۲

۱۴۔ایضاً،ص ۳۶۰

۱۵۔نزہۃ الخواطر،ج ۶،ص ۱۶۲

۱۶۔اختر،محمد سلیم،ڈاکٹر،حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مشائخ حرمین شریفین،ماہنامہ سیارہ،ج ۳۵،شمارہ ۱۳، دارالاشاعت مصنفین لاہور،ستمبر ۱۹۷۸ء،ص ۱۱۰

۱۷۔دہلوی،شاہ عبدالعزیز،محدث،فوائد جامعہ بر عجالۂ نافعہ،مترجم: مولانا محمد عبدالحلیم چشتی،نور محمد کارخانہ کتب کراچی،۱۹۶۴ء ص ۳۹

۱۸۔تذکرۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی،ص ۱۵۸۔۱۵۹

۱۹۔دہلوی،شیخ عبدالحق،حضرت،محدث،تکمیل الایمان،مترجم: مولانا حکیم مطیع الرحمٰن قریشی،نذیر سنز،۱۹۹۴ء،لاہور ص ۱۰

۲۰۔محمد اکرام،شیخ،ڈاکٹر،رودکوثر،ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور،۱۹۷۰ء،ص ۳۹۰۔۳۹۱

۲۱۔انصاری پسروری،محمد اسلم بن محمد حفیظ،فرحت الناظرین،مترجم: پروفیسر محمد ایوب قادری کراچی،اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی،۱۹۷۲ء،ص ۶۸

۲۲۔دہلوی،شیخ نورالحق،محدث،نورالعین شرح قرآن السعدین فارسی نیشنل کمیٹی برائے سات سوسالہ تقریبات امیر خسرو،لاہور،۱۹۷۵ء،ص ا(ب)

۲۳۔نظامی،خلیق احمد،ڈاکٹر،۱۹۵۲ء،حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی،مکتبۂ رحمانیہ،لاہور ۱۹۵۲ء،ص ۲۴۸،بحوالہ مآثر الکرام،ص ۲۰۲

۲۴۔ایضاً،ص ۲۴۷۔۲۴۸

۲۵۔نزہۃ الخواطر،ج ۶،ص ۲۶۶

۲۶۔رودکوثر،ص ۲۱۴

۲۷۔فہرس الخطوطات الفارسیہ،لاہور ۱۹۶۷ء،ص ۱۲۸

۲۸۔رودِکوثر،ص ۲۱۵

۲۹۔بلگرامی، میر غلام علی آزاد، سبحۃ المرجان، بااہتمام میرزا محمد شیرازی ملقب بہ ملک الکتاب، بمبئی ۱۳۰۳ھ، ص ۹۵

۳۰۔نزہۃ الخواطر ج، ۵، ص ۲۵۳

۳۱۔نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۳۶۹

۳۲۔تذکرۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، بحوالہ سمات الاخبار، مؤلفہ حکیم مولوی عبدالمجید، کاتب مصطفیٰ آبادی، ص ۱۶۲

۳۳۔نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۳۶۹

۳۴۔جونپوری، خیرالدین محمد، مولانا، تذکرۃ العلماء، کلکتہ ۱۹۳۴ء، ص ۴۹

۳۵۔کنبوہ، محمد صالح، عمل صالح المعروف شاہجہاں نامہ، کلکتہ ۱۹۳۹ء، ج ۳، ص ۳۷۸

۳۶۔نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۳۷۰

۳۷۔ایضاً، ص ۴۰۶

۳۸۔تذکرۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۱۶۰

۳۹۔نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۴۰۷، حدائق الحنفیہ ص ۴۲۵

۴۰۔سرہندی، بدارالدین شیخ، حضرات القدس، مترجم: مولانا عرفان احمد خان، ۱۹۲۲ء، ج ۲، لاہور ص ۲۶۲

۴۱۔نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۱۳۸

۴۲۔بلگرامی، میر غلام علی آزاد، مآثر الکرام آگرہ، ۱۹۱۰ء، ص ۱۰۱

۴۳۔نور محمد، عبدالکریم بن قاضی، مرآۃ احمدی، کلکتہ ۱۸۷۴ء، ج ۲، ص ۶۷

44.Rian, Charles. (1883). Catalogue of the Persain Manuscripts in the British Museum.(Vol III).London,p1562

۴۵۔تذکرۂ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۱۶۵

۴۶۔بلگرامی، میر غلام علی آزاد، مآثر الکرام، آگرہ ۱۹۱۰ء، ص ۲۲۸

۴۷۔نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۴۳۴

۴۸۔فوائد جامعہ بر عجالۂ نافعہ، ص ۳۹